# ازعدالتِ عظمیٰ

فیصلے کی تاریخ:12مارچ1953

## ہیرالال ودیگراں

## بنام

## بدکولال ودیگراں

**[مہرچند مہاجن اور بھگوتی جسٹس صاحبان]**

اعتراف-آیاکارروائی کی نئی وجہ پیش کرے-مشق-فریق کے قبضے میں دستاویزی ثبوت-پیش کرنے کی ذمہ داری۔

جہاں مدعاعلیہان جنہوں نے کئی سالوں سے مدعیوں کے ساتھ معاملات کیے تھے، نے سابقہ اندراجات کے نیچے مدعی کی کھاتہ بک میں درج ذیل اندراج پر دستخط کیے:

"کھاتوں کی تصحیح کے بعد34,000روپے قابل ادائیگی درست پائے گئے۔"

**حکم ہوا کہ**،یہ ادائیگی کی ذمہ داری کے غیر مجاز اعتراف کے مترادف ہے اور اس کا مطلب ادائیگی کا وعدہ ہے اور اسے مقدمے کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے اور اس نے بنائے نالش ایک نئے مقصد کو جنم دیا۔

منی رام بنام سیٹھ روپ چند(33آئی اے165)،فتح چند بنام گنگا سنگھ(آئی ایل آر 10لاہور۔745)اور کہاں چند دلرام بنام دیالال امرت لال(آئی ایل آر10لاہور۔748)پر انحصار کیا۔غلام مرتزا بنام فاسحو نیسا(آئی۔ایل۔آر۔57آل۔434)مسترد کر دیا گیا۔

یہ ان لوگوں کے لیے مناسب عمل نہیں ہے جو حقائق کی ایک مخصوص حالت پر انحصار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عدالت سے تحریری ثبوت کو روکیں جو ان کے قبضے میں ہے جو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تنازعات میں مبتلا مسائل پر روشنی ڈال سکتا ہے اور محض ثبوت کی ذمہ داری کے نظریے پر انحصار کر سکتا ہے۔

مرو گیسم پلئی بنام مانیکاواسکاپنڈارا(44 آئی اے 99) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 168، سال 1952۔

عدالتی کمشنر، وندھیا پردیش کی عدالت 23 جولائی 1951 کے فیصلے اور ڈگری کی اپیل، سول فرسٹ اپیل نمبر 26، سال 1951 میں، جو 14 مارچ 1951 کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہوتی ہے، مقدمہ نمبر 32، سال 1951 میں ڈسٹرکٹ جج، عمریا کی عدالت۔

اپیل گزاروں کے لیے این ایس بندرا(ایس ایل چھبر، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندگان کے لیے ایس پی سنہا(کے بی استھانہ، ان کے ساتھ)۔

12.1953 مارچ۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس مہاجن نے سنایا۔

جس مقدمے میں یہ اپیل دائر کی گئی ہے وہ مدعی مدعاعلیہان نے امریہ کے ضلع جج کی عدالت میں 34000 روپے کی اصل رقم اور 2626 روپے سود کی وصولی کے لیے دائر کیا تھا۔ یہ مقدمہ ضلع جج نے خارج کر دیا تھا لیکن وندھیا پردیش کے جوڈیشل کمشنر کی اپیل پر اس پر فیصلہ سنایا گیا تھا۔ اس عدالت میں اپیل کی اجازت کا سرٹیفکیٹ دیا گیا تھا کیونکہ اس کیس نے سپریم کورٹ میں اپیل سے متعلق تمام شرائط اور تقاضوں کو پورا کیا تھا۔

مدعاعلیہان نے دعوی قبول نہیں کیا اور یہ استدعا کی گئی کہ جب 3 ستمبر 1949 کو مدعی کے لیجر میں بھائیلال اور ہیرالال کے دستخط حاصل کیے گئے تو انہیں کوئی وضاحت نہیں کی گئی، جس میں ان سے واجب الادا سوٹ کی رقم کو تسلیم کیا گیا۔ مزید استدعا کی گئی کہ کوئی بھی مقدمہ محض قرض کے اعتراف پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ تحریری بیان کے پیراگراف 4 میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ مدعی نمبر 2 دیپ چند نے مدعاعلیہان I اور 2 کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

خلاف مقدمہ لانے کی دھمکی دی تھی جس کی مالی حالت خراب تھی اور اس کی نمائندگی کرتے ہوئے مدعی نمبر 1 بدکولال ناراض ہو گا اور مدعی نمبر 2 کو گالی دے گا، اور مندر میں ایک دیوتا پر ہاتھ رکھ کر حلف پر یقین دلایا کہ کوئی مقدمہ نہیں لایا جائے گا، اور سود کی رقم کو کم کیا جائے گا، مدعا علیہان 1 اور 2 بذریعے کھٹا پر دستخط کرنے کو کہا، جنہوں نے کھاتوں کو دیکھے بغیر ہی دستخط کیے تھے، دیپ چند کے ان بیانات کے یقین پر اور یہ کہ مدعا علیہان ان دستخطوں کے پابند نہیں تھے۔ تحریری بیان کے پیراگراف 9 میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اصل میں 15،000 یا 16،000 روپے اصل رقم کے طور پر مدعا علیہان کی طرف سے مدعی کو واجب الادا تھے لیکن مقدمہ واجب الادا رقم سے کہیں زیادہ رقم کے لئے دائر کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ جج کی جانب سے تیار کردہ ایشو 1 ان شرائط میں تھا:

"کیا مدعا علیہ ہیرالال اور بھیالانے بھادون سودی 11 سموت 2006 کو منیجر اور فیملی کے سربراہ کی حیثیت سے ڈیبٹ اور کریڈٹ کھاتوں کو سمجھنے اور مدعی کو واجب الادا 34000 روپے صحیح بقایا کے طور پر قبول کرنے کے بعد مدعی کے کھاتے پر دستخط کیے تھے۔"

یہ زیادہ درست ہوتا اگر اس مسئلے میں جامع طور پر مذکور دو نکات پر ایک الگ مسئلہ تیار کیا جاتا۔ جو بھی ہو، جس فارم میں مسئلہ تیار کیا گیا تھا وہ اپیل کے فیصلے کے لیے مادی نہیں ہے۔ شمارہ 7 ان اصطلاحات میں تھا:

> "کیا مدعی دیپ چندنے مدعا علیہان 1 اور 2 کے دستخط اپنے بہ میں مقدمہ دائر کرنے اور مقدمہ دائر نہ کرنے کی یقین دہانی کرانے اور سود کو چھوڑنے کی دھمکی کے تحت حاصل کیے جو کہ غلط اور بہت مبالغہ آمیز ہے، یہ کہہ کر کہ بدکولال اس سے بہت ناراض ہو گا۔"

ایشو کے فریم سے پتہ چلتا ہے کہ اس مرحلے پر قابل جج نے تحریری بیان میں لی گئی عرضی کی نوعیت کا پتہ لگانے یا اسے سمجھنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ایسا لگتا ہے کہ اس نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپنے ذمہ دارانہ فرائض کی انجام دہی میں جج کے بجائے آٹو میٹن کے طور پر زیادہ کام کیا ہے۔ اس طرح کا مسئلہ وضع کرنے سے پہلے فریقین کی جانچ پڑتال کرنا اور ان حقائق میں شامل درخواست کی قطعی نوعیت کا پتہ لگانا اس کا فرض تھا؛ دوسرے لفظوں میں، آیا مدعا علیہان دفاعی دھوکہ دہی، جبر، ناجائز اثر ورسوخ یا کھاتوں کو دوبارہ کھولنے کا حق دینے والی حقیقت کی غلطی کی استدعا کرنا چاہتے ہیں۔ اپیل گزاروں کی طرف سے مسٹر بندرا ہمیں یہ بتانے سے قاصر تھے کہ اس مسئلے کے تحت بیان کردہ حقائق میں اصل درخواست کیا تھی۔

فاضل جج نے جس طرح اس معاملے سے نمٹا اس سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ انہیں اس بات کا بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ انہیں کیا فیصلہ کرنا ہے۔ یہ کہا گیا تھا کہ مدعا علیہان نے کھاتوں کو سمجھنے، طے کرنے اور ایڈجسٹ کرنے کے بعد اندراج پر دستخط نہیں کیے تھے، لیکن مدعی دیپ چند نے انہیں کھاتوں کی وضاحت کیے بغیر ان کے دستخط حاصل کیے تھے۔

اس حقیقت کی تردید نہیں کی گئی کہ اندراج پر دونوں مدعا علیہان کے دستخط تھے جنہوں نے اپنے خاندان کی نمائندگی کی تھی۔ مدعا علیہ ہیرالال نے گواہ خانے میں اعتراف کیا کہ مدعا علیہان سونے، چاندی اور قرنوں کا سودا کرتے ہیں اور باقاعدہ حساب کتاب برقرار رکھتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ دو یا تین منیم کاروباری لین دین کی باقاعدہ کتابوں کو برقرار رکھنے کے لیے ان کی ملازمت میں ہیں۔ ہیرالال سے سوال کیا گیا کہ "مدعا علیہان کی فرم سے مدعیوں کو کتنی رقم واجب الادا تھی" وہ ثابت نہیں کر سکے؟". جواب مبہم تھا، یعنی۔, بتاؤ کتنی رقم واجب الادا تھی۔ "جب ان سے ان کے کھاتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے انہیں دائر نہیں کیا تھا کیونکہ وہ بیمار تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہوں نے اپنے کھاتوں کو دیکھا تھا اور 10،000 سے 15،000 روپے کی اصل رقم اور سود واجب الادا تھا لیکن وہ یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ صحیح

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رقم کیا تھی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا اعتراف پر دستخط کرنے کی تاریخ پر انہوں نے کتابوں میں یہ دیکھنے کے لیے دیکھا کہ ان پر کتنی رقم واجب الادا ہے، تو ان کا جواب منفی تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ نوٹس موصول ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنے کھاتوں کی جانچ نہیں کی کہ صحیح بقایا کیا ہے۔ ان سے ایک اہم سوال کیا گیا کہ کیا بھادون سودی 11 سموات 2006 کو روپے کا اندراج تھا؟ مدعاعلیہان کے کھاتہ میں 34,000 ان کی طرف سے مدعیان کو بقایا ہے۔ جواب ایک بار پھر مبہم تھا۔ انہوں نے کہا "میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کی کتابوں میں ایسی کوئی اندراج تھی یا نہیں۔" ان حالات میں مدعیوں کے مقدمے کو اس بنیاد پر خارج کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا کہ مدعیوں کے ذریعے مدعاعلیہان کو کھاتوں کی وضاحت نہیں کی گئی تھی۔ مدعاعلیہان نے اپنی کتابوں میں حسابات لکھے تھے جن سے اصل بقایا کا پتہ لگایا جا سکتا تھا۔ ہیرالال کے بیان سے یہ نتیجہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ 34000 روپے کا بقیہ اندراج بھی ان کی اپنی کتابوں میں موجود تھا۔ مسٹر بندرا نے اس بات پر زور دیتے ہوئے اس صورتحال سے نکلنے کی کوشش کی کہ یہ مدعاعلیہان کے فرض کا حصہ نہیں ہے کہ وہ کتابیں پیش کریں جب تک کہ انہیں ایسا کرنے کے لیے نہ کہا جائے اور مدعیوں پر اپنا مقدمہ ثابت کرنے کی ذمہ داری عائد ہو۔ اس دلیل کو مروگیسم پلئی بنام مانیکاواسکا پنڈارا([1]) میں پریوی کونسل کے عالی جنابان کے مشاہدات کے پیش نظر مسترد کرنا ہو گا، جو یہاں قابل اطلاق ہیں۔ ان کے عالی جنابان نے یہی مشاہدہ کیا:

"بھارتیہ طریقہ کار میں ایک رواج پیدا ہوا ہے کہ جن کے پاس اہم دستاویزات یا معلومات ہیں، وہ ثبوت کی ذمہ داری کے تجریدی نظریے پر بھروسہ کرتے ہیں، اور اس کے مطابق، عدالت عالیان کو اپنے فیصلے کے لیے بہترین مواد فراہم کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ تیسرے فریق کے حوالے سے یہ کافی درست ہو سکتا ہے کہ مقدمے کے انعقاد کے لیے ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ لیکن

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقدمے کے فریقین کے حوالے سے یہ، ان کی عزت ماب کی رائے
میں، ان لوگوں کے لیے ٹھوس عمل کا الٹا ہے جو اپنے قبضے میں موجود
تحریری ثبوت کو عدالت سے روکنے کے لیے حقائق کی ایک خاص
حالت پر انحصار کرنا چاہتے ہیں جو تجویز پر روشنی ڈالے گا۔"

اس اصول کو رامیشور سنگھ بنام رجت لال پاٹھک (2) میں دوبارہ دہرایا گیا۔

فریقین کے شواہد پر یہ واضح ہے کہ دونوں فریق تاجر ہیں اور ہر فریق اپنے باہمی معاملات کا حساب برقرار رکھے ہوئے ہے، اور وہ 3 ستمبر کو ملے اور مدعیوں کی کتاب میں مدعاعلیہان نے لیجر کے صفحہ 58 پر ایک اندراج پر دستخط کیے جو اس طرح چلتا ہے:-

"بھادون سودی 11 سموت 2006 تک ہیرالال جی کی کتابوں کی جانچ اور تفہیم سے حاصل ہونے والے 34000 روپے کا بقایا۔"

یہ اعتراف کریڈٹ اور ڈیبٹ کی طرف سے ان کھٹوں میں کی گئی متعدد اندراجات کے نیچے کیا گیا تھا اور باہمی لین دین کئی سالوں سے جاری تھا۔ اس اعتراف پر ہیرالال اور بھائیلال نے مندرجہ ذیل توثیق کے ساتھ دستخط کیے ہیں:

"کھاتوں کی تصحیح کرنے کے بعد روپے۔ 34,000 درست قابل ادائیگی پائے گئے۔"

ان حالات میں ہم ضلعی جج کے اس خیال کو سمجھنے کے قابل نہیں ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ کھاتوں کو مدعاعلیہان کو دیپ چند نے سمجھایا تھا۔ ایسا کرنا غیر ضروری تھا کیونکہ مدعاعلیہان خود حساب کتاب رکھ رہے تھے اور وہ اپنی کتابوں کا حوالہ دیئے بغیر یا تحریری بیان میں تجویز کردہ طریقے کے بغیر مذکورہ بالا توثیق کے ساتھ 34،000 روپے کے بقایا پر دستخط نہیں کرتے تھے۔ گواہ خانے میں مدعی دیپ چند نے مدعی کے مقدمے کی حمایت کی جیسا کہ مدعی میں بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے معزول کر دیا کہ "یہ حساب کتاب میرے منیم پورن لال اور رام پرساد، ہیرالال کے منیم نے کیا تھا۔ منیمز نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وضاحت کی اور اسے سمجھنے کے بعد ہیر الال نے دستخط کیے۔" جرح میں انہوں نے کہا کہ منیم کھاتے چیک کر رہے تھے اور جب دونوں منیم نے کہا کہ بہت زیادہ بقایا ہے تو ہیر الال نے دستخط کر دیے اور یہ کہ ہیر الال اور بھائیالال نے خود کوئی کھاتہ چیک نہیں کیا۔ قابل ضلعی جج اور مسٹر بندرا نے اس گواہ کے ثبوت پر تنقید کی اور اس پر زور دیا گیا کہ اس نے اندراج پر دستخط کرنے کے طریقے اور حالات کے حوالے سے جھوٹے اور انتہائی ناممکن بیانات دیے ہیں۔ بیان میں تضادات ان معاملات سے متعلق ہیں جن کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ ہماری رائے میں، اندراج کے ساتھ اس کا ثبوت مدعیوں کے مقدمے کو ثابت کرنے کے لیے کافی تھا جب مدعیوں کے مقدمے کو غلط ثابت کرنے کے لیے ان کی اپنی کتابوں کے بہترین شواہد کو مدعاعلیہان نے روک لیا تھا۔ مدعاعلیہان کی کتابوں کو پیش نہ کرنے کے لیے کوئی تسلی بخش وضاحت نہیں دی گئی تھی، اور ہیر الال کی طرف سے دیے گئے شواہد اس کا زیادہ سہرا نہیں دیتے۔

مسٹر بندرا نے دعوی کیا کہ یہ ماننا چاہیے تھا کہ بھائیالال نے اسی وقت دستخط نہیں کیے تھے جب اندراج لکھا گیا تھا لیکن بعد میں انہوں نے دستخط کیے۔ اس موقع پر ہیر الال نے معزول کر دیا کہ جب بھائیالال موجود نہیں تھا، کہ اس نے بعد میں دستخط کیے، کہ کولائی منیم ساتھ آیا، باھی نے کہا کہ بدکولال اور دیپ چند نے آپس میں جھگڑا کیا تھا کہ بھائیالال کے دستخط بھی ہونے چاہئیں، کہ بھائیالال نے اس سے سوال کیا کہ گواہ نے دستخط کیوں کیے، کہ اس نے جواب دیا کہ دیپ چند نے اسے خدا کی طرف ہاتھ اٹھانے کے بعد کہا تھا کہ وہ جب تک زندہ رہے گا کوئی کارروائی نہیں کرے گا، اس لیے اس نے چیک نہیں کیا، نہ ہی کسی نے اسے کھاتے کی وضاحت کی، کہ اس پر اس نے بھائیالال سے دستخط کرنے کو کہا اور اس کے کہنے پر اس نے دستخط کیے۔ یہ بھائیالال پر تھا کہ وہ گواہ خانے میں جا کر اپنے دستخط کی وضاحت کرے لیکن اس نے مقدمے میں ثبوت نہیں دیا اور نہ ہی اس کی کوئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وضاحت ہے کہ اس نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ اس لیے مسٹر بندرا کی اس دلیل کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا کہ یہ مانا جائے کہ اعتراف پر دستخط کے وقت بھائیلال موجود نہیں تھے۔

مدعا علیہان نے کلائی پرساد، منیم، اور دیگر دو منیم رام پرساد اور پورن لال کے بیانات کے ذریعے اپنے مقدمے کی حمایت کرنے کی کوشش کی۔ جہاں تک کلائی پرساد کا تعلق ہے، وہ مدعی کی خدمت میں تھے اور مدعی بدکولال نے انہیں 31مارچ 1950 کو برطرف کردیا تھا۔ برطرف اور ناراض ملازم کے بیان پر زیادہ انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہیرالال کو کسی بھی کھاتے کو سمجھنے کے لیے نہیں بنایا گیا تھا اور دیپ چند نے انہیں حلف پر یقین دلایا کہ وہ اپنی زندگی کے دوران کوئی پریشانی پیدا نہیں کریں گے اور ہیرالال سے دستخط کرنے کو کہا اور بھائیلال نے ایک مختلف تاریخ پر دستخط کیے۔ یہ ثبوت متعصبانہ نوعیت کا ہے اور اس پر کوئی انحصار نہیں کیا جاسکتا۔

رام پرساد نے کہا کہ انہوں نے بھادون سموت 2006 سے مدعیوں کے کھاتے کی جانچ نہیں کی اور ہیرالال نے ان کی موجودگی میں دستخط نہیں کیے۔ جرح میں انہوں نے اعتراف کیا کہ فریقین کے درمیان باہمی معاملات تھے اور ہوسکتا ہے کہ ہیرالال نے حساب کتاب کرنے کے بعد دستخط کیے ہوں۔ انہوں نے بھادون سموت 2006 کو جو ہوا اس سے لاعلمی کا دکھاوا کیا۔

جہاں تک پورن لال کا تعلق ہے، انہوں نے کہا کہ کھاتوں کو دیکھنے کے بعد اور باہمی بات چیت کے بعد، دیپ چند کے پوچھنے پر ایگزبٹ پی-1 لکھا گیا تھا، کہ کھاتوں کو دیپ چند نے اس بیان کی بنیاد پر بتایا ہوگا جو ان کے ساتھ تھا، کہ کسی کھاتوں کی وضاحت نہیں کی گئی تھی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ہیرالال نے دیپ چند سے کہا کہ 'براہ مہربانی مجھے دیکھیں'، جس پر دیپ چند نے مندر کی طرف ہاتھ اٹھانے کے بعد جواب دیا کہ 'میں اپنی زندگی میں کچھ بھی ناانصافی نہیں کروں گا۔' جرح کے دوران انہوں نے اعتراف کیا کہ الفاظ "دستخط بھورے نائک رگھونندن پرساد بکلم ہیرالال" ، اور یہ الفاظ "کھاتوں کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایڈ جسٹ کرنے کے بعد ہیرالال کے دستخط شدہ ۳۴ ہزار روپے صحیح طریقے سے ادا کیے گئے پائے گئے،" یہ خود ہیرالال نے لکھے تھے۔ جرح میں مزید یہ بات سامنے آئی کہ گواہ نے رسید جعلی بنائی تھی اور اس رسید کو جعلی بنانے پر اسے بد کو لال، مدعی کی طرف سے شروع کیے گئے مجرمانہ مقدمے میں ایک سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اس لیے اس معاملے میں اس ثبوت کا زیادہ اثر نہیں ہے۔

ان حالات میں ہم مطمئن ہیں کہ ضلعی جج نے نہ صرف غلط نقطہ نظر سے مقدمے کے فیصلے تک رسائی حاصل کی بلکہ اس نے ریکارڈ پر موجود مواد کو بھی غلط طریقے سے سراہا۔ اس لیے قابل جوڈیشل کمشنر اپنے فیصلے کو تبدیل کرنے میں بالکل جائز تھا۔ یہ کہتے ہوئے کہ 3 ستمبر 1949 کو منیموں کے ذریعے اصل میں کیے گئے اور پرنسپل کے ذریعے قبول کیے گئے کھاتوں کی تصحیح کی گئی تھی اور جبر اور غلط بیانی کی کہانی غلط تھی۔

مسٹر بندرا نے اس کے بعد زور دیا کہ مدعی کا مقدمہ خارج کر دیا جانا چاہیے تھا کیونکہ اسے محض ذمہ داری کے اعتراف کی بنیاد پر برقرار نہیں رکھا جا سکتا تھا، کہ اس طرح کا اعتراف صرف حدود کو بچا سکتا ہے لیکن بنائے نالش پیش نہیں کر سکتا جس پر مقدمہ برقرار رکھا جا سکے۔ جوڈیشل کمشنر نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ مقدمے کی طرح ایک غیر مجاز اعتراف، اور اس کھاتے کا بیان جس کے تحت اندراج کیا گیا تھا، موجودہ مقدمے کو برقرار رکھنے کے لیے مدعیوں کو بنائے نالش پیش کرنے کے لیے کافی تھا۔ ہم مطمئن ہیں کہ اس نتیجے پر کوئی رعایت نہیں لی جا سکتی۔ منی رام بنام سیٹھ روپ چند ([1]) میں پریوی کونسل کی طرف سے یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ غیر مشروط اعتراف کا مطلب 'ادائیگی' کا وعدہ ہے کیونکہ اگر اس کے برعکس کچھ نہیں کہا گیا تو یہ فطری نتیجہ ہے۔ ہر ایماندار آدمی کا یہی مطلب ہوگا۔ فتح چند بنام گنگا سنگھ ([2]) میں بھی یہی نظریہ لیا گیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ توازن کی بنیاد پر مقدمہ قابل ہے۔ کہان چند دلرام بنام دیارام امرت لال ([3]) میں بھی اسی نظریے کا اظہار کیا گیا تھا اور یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ تین تاثرات "بقایا"، "اکاؤنٹ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایڈجسٹ" اور "بیلنس اسٹرک" کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ فریقین کھاتے کے بذریعے تھے۔ وہاں مدعاعلیہ نے مدعی کی کھاتہ کتاب میں موجود حساب کے بیان کو قبول کر لیا، اور اس پر دستخط کر کے اسے اپنا بنالیا اور اس طرح یہ حد بندی قانون کے آرٹیکل 64 کی زبان میں "ان کے درمیان بیان کردہ کھاتوں" کے مترادف ہے۔ موجودہ معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ اعتراف جو مقدمے کی بنیاد بنتا ہے مدعیوں کے لیجر میں کیا گیا تھا جس میں پہلے باہمی کھاتوں درج کیے گئے تھے اور صحیح معنوں میں، مقدمہ محض اس اعتراف پر مبنی نہیں تھا بلکہ باہمی معاملات اور ان کے درمیان بیان کردہ کھاتوں پر مبنی تھا اور اس طرح واضح طور پر قابل قبول تھا۔

مسٹر بندرا نے ہماری توجہ الہ آباد عدالت عالیہ کے غلام مرتوزہ بنام فصیحو نیسا ([4]) کے فیصلے کی طرف مبذول کرائی، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ اگر اعتراف سے ادائیگی کا وعدہ بھی ظاہر ہوتا ہے تو اسے مقدمے کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا اور اسے بنائے نالش نئے مقصد کو جنم دینے کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔ ہم نے فیصلے کا جائزہ لیا ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ یہ اچھے قانون کا تعین نہیں کرتا ہے۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر اس اپیل کی کوئی اہلیت نہیں ہے اور ہم اسی کے مطابق اسے اخراجات کے ساتھ مسترد کرتے ہیں۔

**اپیل مسترد کر دی گئی۔**

**اپیل گزاروں کے لیے ایجنٹ: گووند سرن سنگھ۔**

**جواب دہندگان کے لیے ایجنٹ: اے۔ ڈی۔ ماتھر۔**

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document